بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال وجواب

یہودی وجود کی تباہی کی دعا

بنام: اگھس ثریا

(ترجمہ)

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ جہاں بھی ہوں اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔

میں آپ سے اس عظیم آیت کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾

"اور اے پیغمبر! جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو کہ میں تو تمہارے پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہیئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں" [سورۃ البقرۃ:186]۔

کیا یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کی تمام دعائیں قبول کرتا ہے؟

کیا کوئی دعا ہے جو اللہ قبول نہیں کرتا؟

کچھ لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ سے اسرائیل کے خاتمے کی دعا کی ہے، پھر بھی ان کی طاقت برقرار کیوں ہے اور وہ غزہ پر حملے کیوں جاری رکھے ہوئے ہیں؟

آپ کے جواب کا شکریہ، اللہ آپ کو آپ کے عمدہ جواب دینے پر اجر عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دعا کے بارے میں کچھ باتیں جاننا ضروری ہے:

1-اگر مومن خالص دل سے اللہ سے دعا کرتا ہے، ایسی دعا جس میں خونی رشتوں سے قطع تعلقی (قطع رحمی) نہ ہو، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دعا کو تین میں سے کسی ایک طریقے سے قبول فرماتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں بیان ہوا ہے:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ دعا کرنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے، اور وہ حاجت مند کی دعا کو قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے؛

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

"تمہارے رب نے فرمایا، 'مجھے پکارو، میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا'" [غافر:60]۔

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

"اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو کہہ دیں کہ میں قریب ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے"[البقرہ:186]۔[أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ]"یا کون ہے جو مصیبت زدہ کی پکار سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کی تکلیف دور کرتا ہے"[النمل:62]۔

تاہم، اللہ کی طرف سے دعا کا جواب دینے کی ایک شرعی حقیقت ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا:

«مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو اللهَ عَزَّ وَجَلَّ بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَا إِثْمٌ وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِهَا إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ: إِمَّا أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ دَعْوَتَهُ، وَإِمَّا أَنْ يَدَّخِرَهَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ، وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا». قَالُوا: إِذًا نُكْثِرُ. قَالَ: «اللهُ أَكْثَرُ»

"کوئی مسلمان ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ سے ایسی دعا کرے جس میں نہ کوئی گناہ کی بات ہو اور نہ قطع رحمی، تو اللہ اسے تین چیزوں میں سے ایک عطا فرماتا ہے: یا تو اس کی دعا جلدی قبول کرلیتا ہے، یا اسے آخرت کے لیے محفوظ کرلیتا ہے، یا اس کے بدلے سے کوئی نقصان دور کردیتا ہے۔" سننے والوں نے کہا: "پھر ہم زیادہ دعائیں کریں گے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سب سے زیادہ عطا کرنے والا ہے"۔(رواہ احمد 18/3)۔

اسی طرح:

«لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ». قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الِاسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: **«يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ»**

"بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ کوئی گناہ یا قطع رحمی نہ مانگے اور جلد بازی نہ کرے۔" پوچھا گیا: "جلد بازی کیا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ کہے کہ میں نے دعا کی اور دعا کی، مگر وہ قبول نہ ہوئی، پھر وہ مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے" (مسلم 4918)۔

ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں، اور اگر ہم مخلص، وفادار اور فرمانبردار ہیں، تو ہم یقین رکھتے ہیں کہ دعا کا جواب وہی ہوگا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا۔

2- دعا مقصد کے حصول کا شرعی طریقہ ہرگز نہیں ہے... یہ مستحب ہے، لیکن جنگوں میں فتح حاصل کرنے یا ریاست قائم کرنے وغیرہ کے لیے یہ طریقہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں فوج تیار کی، اور ہر سپاہی کو اس کی جگہ مقرر کیا، اور انہیں جنگ کے لیے اچھی طرح تیار کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے میں داخل ہوئے اور فتح کی دعا کی، اور اپنی دعا میں اضافہ کیا یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ کے لیے اتنا بھی کافی ہو سکتا ہے"۔ (سیرت ابنِ ہشام 626/2)۔ دعا کا مطلب یہ نہیں کہ ضروری اسباب کو ترک کیا جائے، بلکہ یہ اس کا حصہ ہے۔

اسی طرح جو شخص خلافت کو دوبارہ قائم کرنا چاہتا ہے، اسے صرف اپنے رب سے دعا کرنے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اس کے لیے کام کرنے والوں کے ساتھ کام کرے اور اللہ سے اس میں مدد کے لیے دعا کرے، اور اس کے جلدی قائم ہونے کے لیے دعا کرے، اور اخلاص سے اللہ سے دعا کرے، جبکہ ساتھ میں ضروری اسباب اختیار کرے۔ اسی طرح تمام اعمال میں اخلاص صرف اللہ کے لیے ہونا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں سچائی ہونی چاہیے۔ دعا کرنی چاہیے اور اس پر ثابت قدم رہنا چاہیے، کیونکہ اللہ سب کچھ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

3- ہم نے پہلے بھی 4 ذوالقعدہ 1432ھ - 2011/10/1ء کو اسی طرح کے سوال کا جواب دیا تھا، اور اس میں ذکر کیا تھا:

[... جہاں تک دعاء کا تعلق ہے اور اس کے ساتھ ضروری اسباب کو اختیار کرنے کا، تو یہ نتائج پر اثر ڈالتا ہے، اور یہی وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کیا، اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کی تیاری کی اور خیمے میں داخل ہو کر دعا کی۔ مسلمانوں نے قادسیہ میں دریا کو عبور کرنے کی تیاری کی اور سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا بھی کی... اور اسی طرح مخلص مؤمنین مادی تیاری کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں۔ رزق کا طلبگار کوشش کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے، اور طالب علم محنت کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اللہ سے کامیابی کی دعا بھی کرتا ہے۔ اس کا اثر نتائج پر ہوتا ہے، ان شاءاللہ۔

"مفاہیم" (حزب التحریر کے مفاہیم) کے صفحہ 50 کے آخر میں کہا گیا ہے:

"یہ معلوم ہونا چاہیے کہ طریقہ سے تعلق رکھنے والا عمل ایک مادی عمل ہے، جو قابل محسوس نتائج پیدا کرتا ہے۔ تاہم یہ عمل اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی امور کے مطابق ہونا چاہیے۔ اوامر و نواہی کے مطابق عمل کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ اسی طرح انسان کو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کا ادراک ہونا چاہیے، تاکہ وہ نماز، دعا، تلاوتِ قرآن وغیرہ کے ذریعے اللہ کے قریب ہو سکے۔ اسے یہ یقین رکھنا چاہیے کہ مدد اور نصرت صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ اللہ کے احکام کے نفاذ کے لیے دلوں میں تقویٰ کا قیام ضروری ہے۔ جب بھی کوئی عمل کیا جائے تو، اللہ کے ساتھ تعلق کو قائم رکھتے ہوئے، اس کے ساتھ دعا اور اللہ کو یاد بھی کیا جائے"

اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مومن کے تمام اعمال میں دعاء کے ساتھ ساتھ اسباب اختیار کرنے کی اہمیت ہے۔ اس اہمیت کو لفظ "ضروری" کے بار بار استعمال سے مزید اجاگر کیا گیا ہے تاکہ دعاء اور اللہ کے ساتھ مسلسل تعلق کے ساتھ اعمال کی اہمیت کو بہتر طور پر واضح کیا جا سکے۔

دعاء اور ضروری اسباب کو اختیار کرنے کا استعمال وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا، اور جب یہ دونوں مل کر استعمال ہوتے ہیں، تو ان کا اثر نتائج پر ہوتا ہے، ان شاء اللہ۔ ان دونوں کا ساتھ استعمال اسلام کے طریقہ کار کے خلاف نہیں ہے، لیکن جو چیز خلاف ہے وہ یہ ہے کہ صرف دعاء پر اکتفا کیا جائے اور اس طریقہ کو نہ اپنایا جائے جو اسلامی افکار کو نافذ کرنے کے لیے نصوص نے بیان کیا ہے...]

لہٰذا، آپ کے سوال میں جو یہودی وجود کے خاتمے کے لیے دعاء کا ذکر کیا گیا ہے... صرف دعاء اس کے لیے کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ اس وجود کے خلاف لڑنے والے لشکر کو متحرک ہونا ضروری ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔ اور اللہ ہی حقیقی مددگار ہے۔

آپ کا بھائی،

عطا بن خلیل ابو الرشتہ

4 ربیع الآخر 1446ھ

2024/10/7ء